انسان کے شر سے تو فرشتہ نہیں محفوظ

تحریر: سہیل احمد لون

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ڈالر کی قدر کی طرح جرائم میں بھی ہمیشہ اضافہ ہوا ہے۔ چوری، ڈاکہ زنی، انسانی سمگلنگ، قتل، دہشت گردی، قمار بازی، دھوکہ دہی، معاشی دہشت گردی جیسے جرائم کیساتھ ساتھ بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کے بعد انکو قتل کرنے کے واقعات میں بھی بتدریج اضافہ ہو رہا ہے۔ گزشتہ برس قصور شہر کی چھ سالہ زینب انصاری کیس کے بعد عوامی ردعمل پر قانون نافذ کرنے والے اداروں کو مجبوراً حرکت میں آنا پڑا جس کے بعد اسی علاقے کے رہائشی عمران کو گرفتار کرکے پھانسی گھاٹ تک پہنچایا گیا۔ مگر اس کے باوجود بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی ہونے کا سلسلہ بند یا کم نہ ہوا۔ گزشتہ دنوں اسلام آباد کی گیارہ سالہ فرشتہ افطاری سے کچھ دیر قبل لاپتہ ہوئی اس کے بعد اسکی لاش اسلام آباد کے قریب جھاڑیوں سے ملی۔ بدقسمتی سے حسب روایت غریب باپ کی فریاد پولیس نے نہ سنی جس کے بعد سوشل میڈیا اور میڈیا پر خبر وائرل ہونے کے بعد وزیر اعظم کو نوٹس لینا پڑا۔ مگر ہمارا سسٹم ایسا کرپٹ ہے کہ وزیر اعظم کے نوٹس کے باوجود سابق ایس ایچ او اسلام آباد کے خلاف قانونی تقاضے پورے نہ کئے گئے اور محکمانہ غفلت برتنے کے باوجود اسے آسانی سے ضمانت مل گئی۔ زینب کیس کی طرح سوشل میڈیا پر فرشتہ کے لیے انصاف دلوانے کے لیے باقاعدہ تحریک چلائی جا رہی ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ قانون نافذ کرنے والے ادارے اس کیس کی تفتیش اور تحقیق کرکے اصل مجرم پکڑ کے اسے قرار واقعی سزا دلوانے میں کامیاب ہوتے ہیں؟ زینب انصاری اور فرشتہ کیس میں بہت مماثلت ہے اور اسی طرح کا ایک کیس برطانیہ کی تاریخ میں بھی رونما ہوا تھا جس کی وجہ سے بہت سے تاریخی فیصلے اور قانونی تبدیلیاں کی گئیں۔ سرے کاؤنٹی کے چھوٹے سے قصبے Walton on Thames کی تیرہ سالہ Milly Dowler سکول سے واپسی پر اکیس مارچ 2002ء کو والٹن آن تھیمز کے ریلوے سٹیشن کے پاس آخری مرتبہ دیکھی گئی۔ ملی ڈاؤلر گھر نہ پہنچی تو گھر والوں نے پولیس میں رپوٹ لکھوائی۔ پولیس نے بتدائی تفتیش میں بچی کے باپ کو بھی شک کی بنا پر شامل کیا اس کے بعد تفتیش کا دائرہ مزید بڑھایا گیا اور تین مشکوک لوگوں سے بھی تفتیش کی گئی۔ 18 ستمبر 2002ء کو Milly Dowler کی مسخ شدہ لاش ہمپشائر کے علاقے Yateley میں ایک جنگل سے ملی۔ سرے پولیس نے ایک لمبی تحقیق وار تفتیش کرنے کے بعد بالآخر 25 فروری 2008ء کو اس کیس کے مرکزی مجرم کی تصدیق کردی۔ 23 جون 2011ء کو عدالت نے ٹرائل مکمل کرکے مجرم Levi Bellfield کو تاحیات پابند سلاسل کرنے کا حکم صادر کیا۔ اس تاریخی کیس میں فون ہیکنگ سکینڈل بھی سامنے آیا۔ جس میں یہ پتہ چلا کہ برطانیہ میں 1843ء سے شائع ہونے والے اخبار دی نیوز آف دی ورلڈ نے سب سے پہلے خبر لینے کے چکر میں پرائیویٹ سراغرساں کرائے پر لیے اور سرے پولیس کے تفتیشی افسر کو رشوت دیکر ملی ڈاؤلر کے موبائل فون تک رسائی حاصل کرکے اس کے وائس میل سے چھیڑ خانی کی۔ جس پر عوامی ردعمل اپنا شدید تھا کہ اس وقت کے وزیر اعظم ڈیوڈ کیمرون کو نوٹس لینا پڑا اور اس نے پارلیمنٹ ہاؤس میں بھی اس کی مذمت کی۔ جس کے نتیجے میں Leveson inquiry وجود میں آئی جسکے بعد برطانیہ کی تاریخ میں 168 برس شائع ہونے والی اخبار دی نیوز آف دی ورلڈ کو بند کر دیا گیا۔ اخبار کے

مالک اور میڈیا کے بے تاج بادشاہ Rupert Murdoch کو کھلے عام معافی مانگنا پڑی اس میں ملوث پولیس آفیسرز سمیت اخبار کے مدیر کو عدالت سے سزائیں بھی ہوئیں۔ برطانوی پریس کو ریگولیٹ کرنے والے ادارے Press Complaints (PCC) Commission ختم کردیا گیا اور اسکی جگہ Independent Press Standards Organisation (IPSO) متعارف کروایا گیا جو میڈیا کے اصول وضوابط پر نظر رکھے گا۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں نوٹس چاہے وزیر اعظم لے یا کوئی وزیر اعلی ،صدر پاکستان لے یا اعلی عدلیہ کبھی ایسے تاریخی فیصلے دیکھنے کو نہیں ملے جس سے غریب آدمی کو فائدہ پہنچے۔ گزشتہ دنوں نوشہرہ کے قبرستان سے تین سالہ بچی کی لاش ملی تھی جسے جنسی زیادتی کا نشانہ بنا کر قتل کیا گیا تھا، اسی طرح ایبٹ آباد کے قریب حویلیاں کی نو سالہ بچی کو بھی زیادتی کا نشانہ بنا کر اس کی لاش ویرانے میں پھینک دی گئی۔ اس طرح کے کیسز کی ایک لمبی فہرست ہے اور بدقسمتی سے بہت کم کیسز میں اصل مجرم کو سزا ہوئی ہے۔ گزشتہ برس 2018ء کے اعداد و شمار کے مطابق بچوں کے ساتھ بدفعلی، اغواء، قتل، جنسی زیادتی کے بعد قتل جیسے تقریباً 3882 واقعات پولیس میں رپوٹ ہوئے جبکہ 2017ء میں ایسے کیسز کی تعداد 3445 تھی۔ اس طرح 2018ء میں روزانہ کے حساب سے 12 کیسز تھانوں میں درج ہوئے جبکہ 2017ء میں یہ تعداد 9 کیسز روزانہ بنتی تھی یعنی ایک برس میں تقریباً 33 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ اگر ان کو تفصیل سے دیکھا جائے تو پنجاب سرفہرست ہے جہاں 65 فیصد کیسز رپورٹ ہوئے اس کے بعد سندھ ہے جہاں رپوٹ ہونے والے کیسز کی شرح 25 فیصد بنتی ہے، اسکے علاوہ اسلام آباد 2 فیصد، خیبر پختون خواہ 2 فیصد ہے۔ آزاد کشمیر میں ایکس اور گلگت بلتستان میں دو کیسز رپورٹ ہوئے۔ اس کے علاوہ بہت سے کیسز میں پولیس رپوٹ ہی درج نہیں کرتی یا گھر والے شرمندگی سے بچنے کے لیے کیس رجسٹر نہیں کرواتے یا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ کیس درج کروانے کا کیا فائدہ ہوگا الٹا اپنی ہی بدنامی ہوگی حالانکہ یہ سوچ غلط ہے۔

اکتوبر 2002ء میں Milly کی پہلی برسی کے موقع پر اس کے والدین نے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ ملکر ایک چیریٹی لانچ کی جس کا مقصد لوگوں میں اس بات کا شعور اور آگاہی دینا تھا کہ وہ اپنے بچوں کی حفاظت کے لیے کونسے ضروری اقدامات کریں اور بچوں کو کسی شیطان سے کیسے بچایا جائے ،اس مہم میں بچوں کو کسی نامناسب حالات میں ماں باپ کو فوری میسج کرنے کی تعلیم دینے پر بھی زور دیا گیا، "Teach UR Mum 2 TXT" مہم کو موبائل کے بہترین استعمال کا ایوارڈ بھی دیا گیا۔ اسکے بعد سکولوں میں بچوں کو اس بات کی تعلیم دینا بھی لازمی ہو گیا جس سے بچے کو پتہ ہو اگر اسکو کوئی نامناسب حرکات یا جسم کے کسی خاص حصے کو چھو رہا ہے تو کیسا ردعمل دینا ہے۔ ملی ڈاؤلر کی چیریٹی سے اکٹھے ہونے والے فنڈ سے پانچ اقساط پر مبنی ایک پروگرام بھی آن ایئر کیا گیا جس میں بچوں کو اپنی حفاظت کرنے کی تعلیم و تربیت دی گئی۔ ہمیں بھی سب کچھ قانون نافذ کرنے والے اداروں اور حکمرانوں پر نہیں چھوڑنا چاہیئے بلکہ اپنے بچوں کو گھر سے اس بات کی تعلیم و تربیت دینے کی مہم کا آغاز کرنا چاہیئے کہ بچے میں اتنا شعور آجائے کہ اس کو پتہ ہو کہ اس کے ساتھ کوئی کیا کرنا چاہ رہا ہے؟ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ معصوم فرشتوں کو ہوس کا نشانہ بنانے والے اپنے قریبی رشتہ دار، محلّہ دار، اساتذہ کرام یا دوست احباب ہی ہوتے ہیں، لہٰذا بچوں کے معاملے میں کسی پر اعتبار نہ کریں، چھوٹے بچوں کو اکیلے باہر نہ بھیجیں، اس بات کی بھی خبر رکھیں کہ بچے کی کیا کن لوگوں سے روابط ہیں، آن لائن ہو کر وہ کیا کرتا ہے؟ بچے ملک وقوم کا سرمایہ اور مستقبل ہوتے ہیں اور اگر ان کو بچپن میں ایسے حالات کا

سامنا کرنا پڑ جائے تو ان کی شخصیت مسخ ہو جاتی ہے اور وہ معاشرے کا مفید شہری بننے سے قاصر رہتے ہیں۔خدارا ! ننھے فرشتوں کو شیطانوں سے بچائیں تا کہ ملک وقوم کا مستقبل روشن رہے۔

تحریر: سہیل احمد لون

sohailloun@gmail.com

25-05-2019